سُبُلُ الاَصفِیاءِ فِی حُکمِ الذَّبحِ لِلاَولِیاءِ

(فتاویٰ رضویہ سے انتخاب)

اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

نام کتاب : سُبُلُ الْاَصْفِیَاءِ فِی حُکْمِ الذَّبحِ لِاَوْلِیَاءِ

تصنیف : اعلٰی حضرت مجدد امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کمپوزنگ : راؤ فضل الٰہی رضا قادری

ٹائٹل و ویب لے آؤٹ : راؤ ریاض شاہد رضا قادری

زیر سرپرستی : راؤ سلطان مجاہد رضا قادری

www.alahazratnetwork.org

پیش کش:

اعلٰحضرت نیٹ ورک

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نوٹ: رسالہ ہذا میں قوسین (   ) میں درج کردہ عبارات عوام الناس کیلئے برائے تفہیم درج کی گئی ہیں نیز عربی عبارات کا ترجمہ بھی آسانی کیلئے درج کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکرا، ''میاں کا'' اور عمرو نے ایک گائے ''چہل تن کی'' اور مرغ ''مدار'' کا پالا اور پال کران کو ''باتکبیر'' ذبح کیا یا کرایا، اس کا کھانا، مسلمانوں کو ''عندالشرع (یعنی شریعت کے نزدیک) جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(از لشکر گوالیار، ڈاک دربار بجواب سوال مولوی نورالدین صاحب اوائل ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ)

www.alahazratnetwork.org

الجواب:۔

حامداً لک و مصلیاً و مسلماً وعلیٰ حبیبک

واٰلہٖ یا وھاب الھم ھدایۃ الحق و الصواب ،

اقول وباللہ التوفیق

(یعنی اے وہاب! میں تیری حمد کرتے اور تیرے حبیب ﷺ اور ان کی آل پر درود وسلام بھیجتے ہوئے (اے اللہ عزوجل! حق اور درستگی عطا فرما) اللہ کی توفیق کے ساتھ عرض گزار ہوں)

حق اس مسئلے میں یہ ہے کہ'' حلت وحرمت ذبیحہ (یعنی ذبیحہ کے حلال وحرام ہونے) میں حال وقول ونیت ذابح (یعنی ذبح کرنے والے کی نیت وقول وحالت) کا اعتبار ہے، نہ (کہ) مالک کا۔ مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی (یعنی آگ پوجنے والا) ذبح کرے تو ''حرام'' ہوگیا، اگرچہ مالک ''مسلم'' تھا اور مجوسی کا جانور ''مسلم'' ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا۔

یا ''زید'' کا جانور ''عمرو'' ذبح کرے اور قصداً (یعنی جان بوجھ کر) تکبیر نہ کہے ''حرام'' ہوگیا، اگرچہ مالک برابر کھڑا ''سو بار بسم اللہ اللہ اکبر'' کہتا رہے۔ اور ذابح ''تکبیر'' سے ذبح کرے تو ''حلال'' اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔

(یونہی) ذابح کلمہ گو (یعنی کلمہ پڑھنے والے ذابح) نے غیر خدا کی عبادت وتعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا، اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کی تھی، یوہیں ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو ''حلال'' اگرچہ مالک کی نیت ''کسی کے واسطے تھی''۔

تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص (یعنی اولیا کرام کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنے والی صورت) میں انکار کر جانا، محض تحکم باطل (یعنی باطل کا حکم جاری کرنا) جس پر ''شرع مطہر'' سے اصلاً (یعنی بالکل) دلیل نہیں، ولھذا (یعنی اور اسی لئے) فقہا کرام خاص اس جزئیہ (یعنی صورت وتوعیت) کی تصریح فرماتے ہیں کہ ''مثلاً مجوسی نے اپنے ''آتش کدہ'' یا مشرک نے اپنے ''بتوں'' کے لئے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے ''تکبیر'' کہہ کر ذبح کی، حلال ہے کھائی جائے، ہاں اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں ''مکروہ'' تھی

www.alahazratnetwork.org

فتاویٰ عالمگیری وفتاویٰ تاتارخانیہ وجامع الفتاویٰ میں ہے

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لا لھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم

(یعنی مسلمان نے مجوسی کی بکری ان کے ''آتش کدہ'' کے لئے ذبح کی یا کافر کی بکری ان کے ''معبودوں'' کے لئے ذبح کی تو اس بکری کو کھایا جائے گا، اس لئے کہ اس (مسلمان) نے (اس جانور پر بوقت ذبح) اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا ہے اور (یہ) مسلمان کے لئے مکروہ ہے)

پھر مسلمان ذابح کہ نیت بھی ''وقت ذبح'' کی معتبر ہے، اس سے ''قبل وبعد'' کا اعتبار نہیں، ذبح سے ایک آن پہلے تک ''خاص اللہ عزوجل'' کے لئے نیت تھی، ذبح کرتے وقت ''غیر خدا'' کے لئے اس کی جان دی (یعنی ذبح کیا)، ذبیحہ ''حرام'' ہوگیا، وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی، یوہیں اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لئے ارادہ تھا، ذبح کے وقت اس

سے تائب ہو کر مولیٰ تبارک وتعالیٰ کے لئے اراقت دم کی (یعنی خون بہایا)، تو ''حلال'' ہو گیا، یہاں وہ ''پہلی نیت'' کچھ نقصان نہ دے گی۔

ردالمحتار میں ہے:۔

اعلم ان المدار على القصد عند ابتدا الذبح

(جان لو کہ'' ارادہ کا دارومدار'' '' ذبح کی ابتدا'' کے وقت ہے)

غرض ہر عاقل جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصل نیت مقارنہ (یعنی فعل سے ملی ہوئی نیت) ہے، جیسا کہ ''نماز سے پہلے'' ''خدا'' کے لئے نیت تھی، تکبیر کہتے وقت ''دکھاوے'' کے لئے پڑھی، قطعا مرتکب کبیرہ ہوا اور نماز نا قابل قبول۔ اور اگر دکھاوے کے لئے اٹھا تھا نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا، جب نیت باندھی، قصد خالص ''رب جل وعلا'' کے لئے کر لیا تو بلاشبہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی، تو ذبح سے پہلے کی ''شہرت، پکار کا کچھ اعتبار نہیں۔ نافع نفع دے، نہ مضر ضرر۔ خصوصا جب کہ پکارنے والا ''غیر ذابح'' ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں،

كما قد علمت و هذا كله ظاهر جدا لا يصلح

www.alahazratnetwork.org

ان يتناطح فيه قرنا و جماء

(یعنی جیسا کہ آپ جان چکے ہیں اور یہ تمام بالکل ظاہر ہے، یہ موجوں کے آپس میں ٹکرانے کی صلاحیت نہیں رکھتا)

پھر اضافت (یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا) معنی عبادت میں منحصر نہیں (یعنی ایسا نہیں ہے کہ جب بھی ایک چیز کو کسی دوسری چیز کی طرف منسوب کیا جائے گا تو دوسری شے کی عبادت ہی مقصود ہوگی) کہ خواہی نخواہی (یعنی زبردستی) مدار کے مرغ یا ''چہل تن کی گائے'' کے معنی (یہ) ٹھہرا لئے جائیں کہ وہ مرغ وگاؤ جس سے ان حضرات کی عبادت کی جائے گی، اضافت کو ادنیٰ علاقہ (یعنی معمولی تعلق) کافی ہوتا ہے، ظہر کی نماز، جنازہ کی نماز، مسافر کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوۃ، کعبہ کا حج، جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر وشرک و حرمت درکنار، نام کو کراہت بھی نہیں آتی، حضرت مدار کے مرغ، حضرت احمد کبیر کی گائے، فلاں کی بکری کہنے سے یہ خدا کے حلال کئے ہوئے جانور کیوں جیتے جی مردار اور سور ہو گئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہو سکتے؟ یہ شرع مطہر پر سخت

جرأت ہے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان احب الصیام الی اللہ صیام داو د و احب الصلوۃ
الی اللہ عزوجل صلوۃ داود

(یعنی بیشک سب روزوں میں پیارے اللہ تعالیٰ کو داؤد کے روزے ہیں
اور سب نمازوں میں پیاری داود کی نماز ہے علیہ الصلوۃ والسلام)

رواہ الائمۃ احمد والستۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنھما الا ترمذی فعندہ فضل الصیام وحدہ

علماء فرماتے ہیں ''مستحب نمازوں میں صلوۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے،

"فی رد المختار عن الشیخ اسمعیل عن شرح شرعۃ الا
سلام من المندو بات صلوۃ التوبۃ وصلوۃ الوالدین"

(یعنی ''ردالمختار'' میں شیخ اسماعیل سے ''شرح شرعۃ الاسلام'' سے روایت
ہے کہ ''مستحبات میں سے ''توبہ کی نماز'' اور ''والدین کی نماز'' ہے)

سبحان اللہ! داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی نماز، داؤد علیہ السلام کے روزے، ''ماں باپ کی نماز'' کہنا صواب (یعنی درست)، پڑھنا ثواب اور (اس کے برعکس) جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار، جانور مردار۔ کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادت خدا ہے یا اس (یعنی اضافت جانور) میں شرک حرام، ان (یعنی نماز روزے) میں روا (یعنی جائز) ہے؟

خود اضافات ذبح کا فرق سنئے:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ
یعنی خدا کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے

رواہ مسلم و النسائی عن امیر المومنین علی و نحوہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من ذبح لضیفه ذبیحة کانت فداءه من النار
یعنی جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ
اس کا فدیہ ہو جائے آتش دوزخ سے

رواه الحاکم فی تاریخه عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما

تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر خدا کی نیت اور اس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا، حرام بھی نہیں، بلکہ موجب ثواب، تو ایک حکم عام، کفر و حرام کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔؟

ولھذا علماء فرماتے ہیں، مطلقاً نیت غیر کو موجب حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن وحدیث وعقل کا مخالف ہے، آخر قصاب کی نیت، تحصیل نفع دنیا (یعنی دنیا کے نفع کو حاصل کرنا) اور ذابح شادی (یعنی شادی میں ذبح شدہ جانور) کا مقصود، بارات کر کھانا دینا ہے، نیت غیر تو یہ بھی ہوئی کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے؟

یوں ہی مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و بجا ہے کہ مہمان کا اکرام، عین اکرام خدا ہے، ''درمختار'' میں ہے

لو ذبح لضیف لا یحرم لانه سنة الخلیل و اکرام الضیف اکرام الله تعالیٰ
(اگر کسی مسلمان کے لئے (جانور) ذبح کیا، تو وہ ''حرام'' نہ ہوگا'' اس لئے کہ ''یہ خلیل (اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے اور مہمان کی تعظیم کرنا، اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کرنا ہے (جلد۲ کتاب الذبح ص ۲۳۰)

ردالمختار میں ہے:۔

قال البزازی ومن ظن انه لا یحل لانه ذبح لا کرام ابن ادم فیکون اهل به لغیر الله تعالیٰ فقد خالف القران و الحدیث والعقل فانه ، لا ریب ان القصاب یذبح للربح ولو علم انه یخس لا یذبح فیلزم هذا الجاهل ، ان لا یاکل ما ذبحه ، القصاب وما ذبح للولائم والا عراس والعقیقة

بزازی فرماتے ہیں ''وہ شخص کہ جس نے گمان کیا کہ'' یہ ذبیحہ حلال نہیں کیونکہ وہ ابن آدم کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہے، پس وہ اھل بہ لغیر اللہ (یعنی ایسا جانور جس کو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا) ہو گیا تو بے شک اس نے'' قرآن، حدیث اور عقل'' کی مخالفت کی ہے، کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ'' قصاب، نفع کے لئے ذبح کرتا ہے اور اگر اسے معلوم ہو جائے کہ'' اسے گھاٹا ہو گا'' تو وہ ذبح نہ کرتا۔ پس اس'' (گمان کرنے والے) جاہل کو لازم ہے کہ'' اس (جانور) کو نہ کھائے کہ جسے'' قصاب نے ذبح کیا ہو'' اور (نہ اس جانور کو) جو ولیموں اور عرسوں اور عقیقہ (وغیرہ) کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ **(جلد۵ کتاب الذبح صفحہ ۲۱۷)**

دیکھو علماء کرام صراحۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ'' مطلقاً نیت و نسبت غیر کو'' موجب حرمت جاننا اور'' ما اھل بہ لغیر اللہ ''میں داخل ماننا نہ صرف'' جہالت'' بلکہ'' جنون و دیوانگی'' اور'' شرع و عقل'' دونوں سے بیگانگی ہے، جب'' نفع دنیا'' کی نیت مخل نہ ہوئی تو فاتحہ اور ایصال ثواب میں کیا زہر مل گیا؟ اور اکرام مہمان عین اکرام خدا ٹھہرا تو اکرام اولیاء بدرجہ اولی (تعظیم الٰہی ٹھہرے گا)

ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت و اضافت'' بقصد عبادت غیر'' ہی کرتا ہے تو اس کے'' کفر'' میں شک نہیں، پھر بھی اگر ذابح اس'' نیت سے بری'' ہے تو جانور'' حلال'' ہو جائے گا، کہ'' نیت غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی''۔

کما حققنا الفا

یعنی جیسا کہ ابھی ہم نے تحقیق بیان فرمائی

مگر جب کہ ہم حدیثاً و فقہاً (یعنی حدیثی و فقہی طور پر) دلائل قاہرہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ'' اضافت معنیء عبادت ہی میں منحصر نہیں، تو صرف اس بنا پر'' حکم کفر'' محض جہالت و جرأت و حرام قطعی اور مسلمانوں پر'' ناحق بدگمانی'' ہے، تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادت آدمیان کا ارادہ کرتے ہیں اور انہیں اپنا معبود و خدا بنانا چاہتے ہیں؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم

یعنی اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو بے شک کچھ گمان گناہ ہیں

(الحجرات۔پ۲۶)ترجمہ کنزالایمان

اور فرماتا ہے:۔

ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع و

البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا

بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ، بیشک کان آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا

ہے(بنی اسرائیل۔پ۱۵)ترجمہ کنزالایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے

رواہ الائمۃ مالک والشیخان و ابو داود و الترمذی عن ابو ہریرہ

(یعنی اسے ائمہ کرام امام ملک ، امام بخاری ، امام مسلم ، ابو داؤد

ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

افلا شققت عن قلبہ حتیٰ تعلم اقالھا ام لا

تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا

رواہ مسلم عن اسامۃ بن زید

(یعنی اسے امام مسلم نے اسامہ بن زید سے روایت کیا)

امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انما ینشاء الظن الخبیث عن القلب الخبیث

بد گمانی ، خبیث دل سے ہی پیدا ہوتی ہے

نقله سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقة المحمدیه

(اسے سیدی عبدالغنی نابلسی "شرح طریقہ محمدیہ" میں نقل فرمایا ہے)

ولھذا امنیہ وذخیرہ شرح وہبانیہ ودرمختار وغیرہا میں ارشاد فرمایا

انا لا نسیئی الظن بالمسلم انه یتقرب الی الادمی بهذا النحر

ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو (جلد۲۔کتاب الذبح۔ص۲۳۰)

ردالمحتار میں ہے

ای علی وجه العبادة لانه المکفر وھذا بعید من حال مسلم

یعنی اس تقرب سے تقرب بروجہ عبادت مراد ہے کہ اسی میں کفر ہے اور اس کا خیال مسلم کے حال سے دور ہے (جلد۵۔کتاب الذبح۔ص۲۱۸)

بلکہ بعض علماء تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود ذابح خاص وقت ذبح تکبیر یوں کہے "بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد ﷺ" تو یہ کہنا مکروہ تو بے شک ہے مگر کفر کیسا؟ جانور حرام بھی نہ ہوگا، جبکہ اس لفظ سے اس کی نیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی "تعظیم محض" ہو، نہ کہ معاذ اللہ حضور رب عزوجل کے ساتھ "شریک ٹھہرانا"۔

امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں

رجل ضحی و ذبح و قال بسم الله بنام خدا بنام محمد علیه السلام قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمه الله تعالیٰ ان اراد الرجل بذکر اسم النبی ﷺ بتبجیله و تعظیمه جاز ولا باس وان ارادبه الشرکة مع الله تعالیٰ لا تحل الذبیحة

(یعنی ایک شخص نے جانور ذبح کرتے ہوئے کہا،" بسم اللہ بنام خدا بنام محمد ﷺ تو شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ" اگر اس شخص نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کے ذریعے صرف آپ کی "تعظیم وتکریم" کا ارادہ کیا ہے تو یہ جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور اگر اس کے ذریعے اللہ کے ساتھ شرکت کا ارادہ کیا ہے تو اب وہ ذبیحہ حلال نہ ہو گا (جلد۲۔کتاب الاضحیہ(فصل فی مسائل متفرقہ۔ص۳۳۵)

بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت میں عطف (یعنی جب کہ درمیان میں "واو" وغیرہ لائی جائے) مثلاً "بنام خدا و بنام فلاں" جس سے صاف معنی شرکت ظاہر ہے، اگر چہ مذہب صحیح حرمت جانور ہے، مگر حکم کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے کیا معلوم کہ اس کی نیت کیا ہے؟

درمختار میں ہے۔ www.alahazratnetwork.org

ان عطف حرمت نحو باسم اللہ واسم فلان

یعنی اگر "ذبح کرنے والے نے" دونوں ناموں کو حروف عطف (جیسے واؤ، فا،ثم وغیرہ میں سے کسی کے ساتھ ذکر کیا) تو ذبیحہ "حرام" ہو گیا، جیسے (یوں کہا) باسم اللہ و اسم فلاں۔ (جلد۲۔کتاب الذبح ۔ص۲۲۷)

ردالمحتار میں ہے۔

ھو الصحیح وقال ابن سلمة لا تصیر میتة لانھا لو صارت میتة یصیر الرجل کافرا ، خانیه قلت تمنع الملازمة بان الکفر امر باطنی والحکم به صعب فیفرق کذا فی شرح المقدسی ، شرنبلالیة

یہ ہی درست ہے (یعنی جو ابھی ماقبل میں درمختار میں مسئلہ گزرا) ابن سلمہ

نے ارشاد فرمایا "یہ ذبیحہ" "مردار نہ ہوگا" کیونکہ اگر یہ مردار ہو جاتا تو وہ
شخص کافر ہو جاتا۔ خانیہ۔ میں کہتا ہوں کہ (یہاں حکم کفر لگانے سے)
ملازمت روک رہی ہے بایں صورت کہ "کفر ایک پوشیدہ معاملہ ہے اور
اس کا حکم لگانا دشوار ہے، چنانچہ (یہاں حکم کفر) جدا رکھا جائے گا
(جلد ۵۔ کتاب الذبائح ص ۲۱۱)

اللہ اکبر! خود ذابح خاص تکبیر ذبح میں نام خدا کے ساتھ نام غیر ملا کر پکارے اور کافر نہ ہو، جب تک "معنی شرک" کا ارادہ نہ کرے بلکہ بے حرف عطف "بنام خدا بنام محمد ﷺ" کہے اور اس نام پاک لینے سے نبی ﷺ کی تعظیم ہی چاہے، حضور ﷺ کی عظمت ہی کے لئے خاص وقت ذبح بنام خدا کے ساتھ بنام محمد ﷺ کہے تو جانور میں اصلاً (یعنی بالکل) حرمت و کراہت بھی نہیں۔

مگر پیش از ذبح اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ "فلاں کا بکرا، فلاں کی گائے"، تو پکارنے والا مشرک اور اس کے ساتھ یہ لفظ منہ سے نکلتے ہی جانور کی کایا پلٹ ہو کر فوراً بکری سے کتا، گائے سے سور، اگرچہ وہ منادی (یعنی ندا کرنے والا) غیر ذابح ہو اگرچہ ابھی نہ وقت ذبح نہ دم تکبیر۔ معاذ اللہ۔ وہ لفظ کیا تھے جادو کے انجھر تھے کہ چھوتے ہی جانور کی ماہیت بدل گئی۔ ایسے زبردستی کے احکام، شرع مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں۔

بڑی دلیل ان کے قصد عبادت غیر و معنی شرک پر یہ پیش کی جاتی ہے کہ "اس ذبح کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا، ان کے نزدیک کافی نہیں ہوتا، تو معلوم ہوا کہ ایصال ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص "ذبح للغیر" و شرک صریح مراد ہے، اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ "ہمارا مطلب صرف ایصال ثواب ہی ہے"

اقول (میں کہتا ہوں) اس (یعنی صدقے کے لئے راضی نہ ہونے) سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ "ذبح" مراد ہے، "ذبح للغیر" کہاں سے نکلا؟ کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں؟ یا گوشت دینے میں وہ بھی حاصل ہو جاتا ہے؟

"عنایہ" میں ہے۔

التضحیۃ فیھا افضل من التصدق بثمن الاضحیۃ لان فیھا
جمعا بین التقرب باراقۃ الدم و التصدق والجمع بین

القربتین افضل اھ ملخصاً

(یعنی ان (ایام نحر) میں قربانی کرنا، جانور کی قیمت کو صدقہ کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ اس میں "خون بہانے اور صدقہ کرنے کے ذریعے قرب حاصل کرنا" دونوں چیزیں جمع ہیں)

معھذا (اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ) عوام ایسی اشیا میں مطلقاً تبدیل پر راضی نہیں ہوتے، مثلاً جو لوگ آٹے کی چٹکی روزانہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور ہر ماہ اسے پکا کر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نیاز دلا کر محتاج کو کھلاتے ہیں، اگر ان سے کہیں کہ "یہ آٹا جو جمع ہوا ہے، اپنے خرچ میں لایئے اور اس کے عوض اور دوسرا پکایئے" کبھی نہ مانیں گے، حالانکہ آٹے میں کوئی ذبح کا محل نہیں، اور ذبح میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیجئے ہرگز نہ لیں گے، حالانکہ ادائے ذبح میں دونوں ایک سے ہیں، تو اس (یعنی جمع شدہ آٹے کی جگہ دوسرا آٹا پکانا یا پالے ہوئے جانور کے بجائے دوسرا ذبح کرنے) کو کافی نہ سمجھنا، خیال تعیین و تخصیص کی بنا پر ہے (یعنی اس خیال کی بنا پر کہ یہ آٹا یا جانور اولیا کے لیے خاص کر دیا گیا ہے) نہ معاذ اللہ اس توہم باطل پر (کہ چونکہ یہ لوگ دوسرا جانور ذبح کرنے یا دوسرا آٹا صدقہ کرنے پر راضی نہیں ہو رہے لھذا ضرور یہ ارادہ شرک رکھتے ہیں) خصوصاً جب کہ وہ بے چارے صراحۃً کہہ رہے ہیں کہ "حاشا للہ (یعنی خدا نہ کرے) ہم عبادت غیر نہیں چاہتے، صرف ایصال ثواب مقصود ہے۔

اور اگر انصاف کیجئے تو در بارہ عدم تبدیل (یعنی تبدیلی نہ کرنے کے بارے میں) ان کا وہ خیال بے اصل بھی نہیں، اگرچہ انھوں نے اس میں تشدد زیادہ سمجھ لیا ہو۔ جن چیزوں پر نیت قربت کر لی گئی، شرع مطہر بھی بلاوجہ ان کا بدلنا پسند نہیں کرتی لا سیما اذا کان النزول الی الناقص کما ھھنا و کل ذالك ظاھرا جدا (خاص طور پر جب کہ کسی ناقص صورت کی طرف اترنا لازم آئے جیسا کہ یہاں ہے اور ہر ایک بالکل واضح ہے)

ولھذا غنی اگر قربانی کے لئے جانور خریدے اور اس "معین کی نذر" نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہو جاتا، اسے اختیار ہے کہ اس کے بدلے میں دوسرا جانور قربان کرے، پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اس پر قربت کی نیت کر لی تو بلاوجہ تبدیل نہ چاہیے "ہدایہ" میں ہے۔

بالشرا للتضحیة لا یمتنع البیع

یعنی قربانی کے جانور کو خریدنے سے اس کو فروخت کرنا ممنوع نہیں ہو جاتا

اسی میں ہے:۔

ویکرہ ان یبدل بھا غیرھا

(یعنی مکروہ ہے کہ وہ شخص اس جانور کو اس کے غیر سے تبدیل کر دے)

اسی طرح ''تبیین الحقائق'' وغیرہ میں ہے۔

بالجملہ (خلاصہ یہ کہ) مسلمانوں پر ''بدگمانی حرام'' اور حتی الامکان اس کے ''قول وفعل'' کا وجہ صحیح پر حمل (یعنی گمان کرنا) ''واجب'' اور یہاں ارادہ وقلب پر بے تصریح قائل (یعنی قائل کے وضاحت کیئے بغیر) حکم لگانے کی اصلاً راہ نہیں اور حکم بھی کیسا کفر وشرک کا؟ جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض، یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف، احتمال بچاؤ نکلتا ہو، تو اسی پر اعتماد لازم۔ کماحقق کل ذالك الائمة المحققون فی تصانیفھم الجلیلہ (جیسا کہ محقق علما کرام نے اپنی تصانیف جلیلہ میں ہر ایک کی تحقیق بیان فرمائی ہے)

اگرچہ بعض احمقوں پر ''ثبوت شرعی'' ثابت بھی ہو کہ ان کا ''مقصود معاذ اللہ'' ''عبادت غیر ہے'' تو ''حکم کفر'' صرف ''انھیں'' پر صحیح ہوگا، ان کے سبب ''حکم عام'' لگا دینا، اور باقی لوگوں کی بھی ''یہی نیت'' ''سمجھ لینا'' ''محض باطل''۔

قال اللہ تعالیٰ:۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ج

یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی

(فاطر پ۲۲ آیت ۱۸) ترجمہ کنزالایمان

حق یہ ہے کہ،

☆ نہ مطلقاً اس کا نام پکارے پر حکم شرک صحیح، نہ اس وجہ سے جانور کو مردار مان لینا درست، بلکہ ''حکم شرع'' کے لئے قائل کی نیت پوچھیں گے، اگر ''اقرار'' کرے کہ اس کی مراد عبادت غیر'' ہے تو بے شک ''مشرک'' کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں''۔

☆ اور حکم حرمت میں ''صرف قول وفعل ونیت ذابح خاص وقت ذبح پر ''مدار'' رکھیں گے۔ اگر مالک، خواہ غیر مالک کلمہ گو نے معاذ اللہ اسی نیت شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بے شک حرام کہ وہ اس نیت سے مرتد ہو گیا اور مرتد کا ذبیحہ نہیں

،اور اگر اللہ عزوجل کے لئے جان دی (یعنی ذبح کیا) اور قصداً تکبیر ترک نہ کی تو بے شک "حلال" اگرچہ اس پر باعث (یعنی ابھارنے والا) "ایصال ثواب" یا اکرام اولیا" یا نفع دنیا وغیرھا مقاصد ہوں، اگرچہ مالک ذابح کی نیت معاذ اللہ وہی عبادت غیر ہو، اگرچہ پیش ذبح "یا" غیر ذابح نے وقت ذبح کسی کا نام پکارا ہو، مالک سے وہ "نیت پاک" ثابت ہونا بھی ذابح پر کچھ "موثر نہیں" جب تک خود اس سے بھی اسی نیت پر جان دینا ثابت نہ ہو کہ "جب اس سے وہ نیت ثابت نہیں اور مسلمان اپنے اللہ عزوجل کا نام لے کر ذبح کر رہا ہے، تو اس پر بدگمانی "حرام و ناروا" ہے۔ اوہام تراشیدہ (یعنی اپنے پاس سے گھڑے ہوئے وہموں) پر "مسلمان کو معاذ اللہ مرتکب کفر سمجھنا" حلال خدا کو حرام کہہ دینا نام الٰہی عزوجل جو وقت تکبیر لیا گیا، باطل و بے اثر ٹھہرانا۔ ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

تمہیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اس جانور سے جس ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا

(سورۃ الانعام پ 8 آیۃ 119) ترجمہ کنز الایمان

www.alahazratnetwork.org

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ:۔

انما کلفنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن

یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے، باطن کی تکلیف نہ دی اس نے اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا، جانور "حلال" ہو جانا واجب ہوا کہ "دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں"۔

یہ چند نفیس وجلیل فائدے "حفظ کے قابل" ہیں کہ "بہت ابنائے زمان (یعنی زمانے کے لوگ) اس میں سخت خطا کرتے ہیں۔

وباللہ العصمۃ والتوفیق و بہ الوصول الی التحقیق ،

واللہ سبحنہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم .

سُبُلُ الْاَصْفِیَاءِ فِیْ حُکْمِ الذَّبْحِ لِاَوْلِیَاءِ

(فتاویٰ رضویہ سے انتخاب)

اولیاء اللہ کے نام پر
جانور ذبح کرنے کا حکم

www.alahazratnetwork.org

تصنیفِ لطیف: اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا خاں بریلوی

پیش کش:

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org